امریکہ احمدیوں کو نصائح۔ اپنا سب کچھ اللہ کے سپرد کر کے اس کی حفاظت میں آجائیں۔ اللہ نے آپ کو دنیا کی تقدیر بدلنے کے لئے جنا ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲/اکتوبر ۱۹۸۷ء بمقام واشنگٹن امریکہ)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:

گزشتہ مرتبہ جب مجھے امریکہ آنے کی توفیق ملی تھی یہ 1978ء کے وسط کی بات ہے گویا تقریباً نو سال گزر چکے ہیں۔ گزشتہ مرتبہ اگر چہ میرا سفر ایک انفرادی حیثیت سے تھا لیکن طبعاً جماعت کی محبت کے نتیجے میں کوئی ایسا موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا جس میں کسی جماعت سے ملاقات ہو سکتی ہو اور نہ کی ہو۔ چنانچہ اس کے نتیجے میں مجھے تفصیلاً اس زمانے میں جو موجود جماعتیں تھی ان میں سے بھاری اکثریت سے تعارف حاصل ہوا اور شاید ایک یا دو مقامات ایسے تھے جہاں جماعت تو تھی لیکن مجھے جانے کا موقع نہ مل سکا اور جہاں بھی گیا وہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے انفرادی طور پر بھی دوستوں سے واقفیت کی توفیق ملی اور زیادہ قریب سے یہاں کے مسائل کو سمجھنے کی بھی توفیق ملی۔

اگر چہ اس سفر میں ابھی مجھے امریکہ پہنچے ہوئے صرف دو روز ہوئے ہیں اس لئے تفصیلاً موازنہ تو میں نہیں کر سکتا۔ یہ تو سفر جوں جوں آگے بڑھے گا زیادہ موقع ملے گا دوستوں سے ملنے کا تفصیل سے ان کے حالات معلوم کرنے کا، ان کے چہرے سے اندازے لگانے کا۔ اس وقت نسبتاً

زیادہ قطعی طور پر میں موازنے کا اہل ہوسکوں گا لیکن سر دست یہ خوش کن پہلو تو بہت ہی ظاہر و باہر ہے کہ گزشتہ دورے کے مقابل پر آج امریکہ کی جماعتوں کو بہت زیادہ مستحکم مراکز حاصل ہو چکے ہیں اور بالعموم نظام جماعت سے وابستگی کے معیار میں بھی نمایاں اضافہ معلوم ہوتا ہے۔

بہت سے ایسے چہرے ہیں جو آج میں دیکھ رہا ہوں جو میرے لئے اس پہلو سے نئے ہیں کہ گزشتہ سفر میں وہ دکھائی نہیں دے رہے تھے۔اس کی کئی وجوہات ہیں ان میں سے ایک تو یہ بھی ہے کہ میرا پہلا سفر محض انفرادی حیثیت سے تھا اور باہر کے رہنے والے دوستوں کے لئے نہ ضروری تھا نہ ان کے دل میں کوئی طبعی خواہش تھی کہ وہ سفر کر کے تشریف لائیں اور جہاں میں جمعہ ادا کروں وہاں وہ بھی ادا کریں۔اس لئے طبعی طور پر خلیفہ وقت کے دورے اور ایک عام احمدی کے دورے کے اندر زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔دوسرے ایک یہ بھی وجہ ہے اور کچھ معاملات میں میں جانتا ہوں کہ یہ بھی ہوگی کہ پہلے ایسے لوگ بھی تھے جو یہاں رہتے ہوئے بھی جماعت سے تعلق نہیں رکھ رہے تھے۔ اس تعلق نہ رکھنے کی وجہ ایک تو اچھے مرکز کا فقدان تھا۔بعض ایسے دوست تھے جن سے میں نے خود پوچھا کہ آپ جہاں تک میرا علم ہے جب پاکستان میں یا ہندوستان میں تھے آپ کا تعلق جماعت سے اچھا تھا اب میں آپ کو نیویارک کے مرکز میں نہیں آتا دیکھتا کیا وجہ ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ وہ علاقہ ایسا ہے وہاں جانا خطرناک ہے وہاں ہم اپنے بچوں کو نہیں لے جاسکتے اور ایسا ماحول ہے تاریک کہ آپ کو اندازہ نہیں آپ تو آج آئے ہیں کل چلے جائیں گے یہاں تو Mugging بڑی ہوتی اور یہ ہوتا ہے اور وہ ہوتا ہے۔اس سے مجھے عام طور پر پاکستانی دوستوں کے مزاج کا علم ہوا اگر چہ کسی حد تک یہ بات درست تھی، کسی حد تک یہ عذر لائق پذیرائی ضرور تھا لیکن اس حد تک نہیں کہ انسان اپنے ہاتھوں سے اپنا دین کھو بیٹھے، اس حد تک نہیں کہ اتنی عظیم قربانی دے کہ جماعت کے ساتھ تعلق توڑ بیٹھے اور دور ہو جائے اور نظام جماعت سے جو انسان کی زندگی وابستہ ہے خود اس رگ کو قطع کر لے۔ چنانچہ اس پہلے تجربے کے بعد میں نے یہ فیصلہ کیا کہ جہاں کہیں بھی ایسے مراکز ہوں جہاں سے زیادہ خطرات لاحق ہوں میں وہیں جا کے ٹھہروں گا اور پسند کروں گا کہ اپنے ان بھائیوں کے درمیان ٹھہروں جن کو بدبختی سے اور بدقسمتی سے بعض لوگ اپنے سے گھٹیا سمجھتے اور نفرت کی نظر سے دیکھتے تھے تا کہ میرے ملنے کے بہانے ہی کچھ ایسے دوست وہاں آجائیں جو پہلے نہیں آسکتے تھے یا نہیں آیا کرتے تھے۔

چنانچہ اس فیصلے کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت سی ایسی جگہوں پہ مجھے جانے کا اتفاق ہوا جن کو علاقوں کے لحاظ سے خطرناک علاقہ سمجھا جاتا تھا اور میرے ساتھ کوئی مرد بھی اور نہیں تھے میرے بیوی تھی، دو بیٹیاں تھیں، دو جوان بیٹیاں اور اگر خطرہ لاحق ہوسکتا تھا تو اس حالت میں مجھے زیادہ خطرہ لاحق ہوسکتا تھا لیکن میں جانتا تھا کہ جب خدا کی خاطر انسان ایک عزم کر کے ایک نیک قدم اٹھاتا ہے تو لازماً اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصرت بھی میسر آتی ہے۔ چنانچہ وہ بھی ایسے حیرت انگیز طریق پر آئی کہ عقل ششدر رہ جاتی ہے، وہم وگمان میں بھی انسان کے نہیں آسکتا کہ عام حالات میں انسان کے ساتھ ویسا سلوک ہوسکتا ہے۔

یہ میں اس لئے آپ کو بتا رہا ہوں کے اس وقت میں خلیفۂ وقت تو نہیں تھا اس وقت ایک جماعت کا ایک عام فرد تھا جس کے سپرد جماعت کی کوئی بہت بڑی ذمہ داری نہیں تھی اور یہ سفر بھی ذاتی نوعیت کا سفر تھا اس کے باوجود جب میں نے ایک فیصلہ خدا تعالیٰ کی خاطر کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس رنگ میں حیرت انگیز نصرت فرمائی کہ اس کا وہم وگمان بھی خود میرے ذہن میں نہیں تھا کہ اس حد تک اللہ تعالیٰ محبت اور پیار کا سلوک فرمائے گا۔ آپ میں سے ہر ایک خدا کو اسی طرح پیارا ہے کیونکہ خدا اپنے بندوں کے درمیان تفریق نہیں کرتا۔ آپ میں سے ہر ایک خدا کو اسی طرح عزیز ہے کیونکہ جو خدا کو عزیز رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ ضرور انہیں عزیز رکھتا ہے۔ اس کی نظر میں نہ کوئی کالا ہے نہ کوئی گورا ہے نہ کوئی شمالی ہے نہ کوئی جنوبی۔ اس نے جو رسول ہمیں عطا فرمایا اس کے نور کے متعلق بیان کیا لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ (النور: ۳۶) وہ ایسا نور ہے جو مشرق اور مغرب میں تمیز نہیں جانتا، وہ مشرق کو بھی اسی طرح روشن کرنے والا ہے جس طرح مغرب کو روشن کرنے والا ہے۔

پس میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس ملک میں رہتے ہوئے اگر آپ خدا کی خاطر اپنے دلوں میں کچھ نیک پاک ارادے قائم کریں گے تو اللہ تعالیٰ ضرور آپ کی نصرت فرمائے گا اور غیر معمولی طور پر آپ سے پیار اور محبت کا سلوک فرمائے گا۔ بہت سے ایسے واقعات ہیں جن کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں لیکن ایک مختصر سا واقعہ میں آپ کو بتاتا ہوں غالباً پہلے بھی ایک دفعہ ذکر کر چکا ہوں کسی خطبے میں لیکن ہر خطبہ ہر دوست تک خصوصاً جو باہر ہیں ان تک نہیں پہنچتا اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ امریکہ میں ہونے والا واقعہ تھا اس لئے آپ کے علم میں دوبارہ لانا چاہئے۔

جب میں شکاگو گیا تو شکاگو کے متعلق مجھے واشنگٹن میں خصوصیت کے ساتھ متنبہ کیا گیا کہ جہاں ہمارا مرکز ہے وہ نہایت خطرناک علاقہ ہے۔ شکاگو دو حصوں میں تقسیم ہے بیچ میں سے ایک سڑک East 80 یا West 80 دونوں طرف جاتے ہوئے اس کا نام بدل جاتا ہے وہ گزرتی ہے شکاگو کو دو حصوں میں تقسیم کر دیتی ہے۔ ایک حصہ وہ ہے جس میں سیاہ فام امریکن بستے ہیں یعنی Africo-Americans۔ ایک حصہ وہ ہے جس میں سفید فام امریکن بستے ہیں۔ جو سیاہ فام امریکنوں کا علاقہ ہے ان دنوں میں خصوصیت کے ساتھ مشہور تھا کہ وہ سفید آدمی کو اپنے علاقے میں دیکھ ہی نہیں سکتے اور شاذ کے طور پر ان سے بچ کو کوئی آدمی واپس آسکتا ہے اس لئے کوئی سفید آپ کو وہاں دکھائی نہیں دے گا اور ایسے غیر ملکی جو بیچ کے لوگ ہیں نہ پورے سفید نہ پورے کالے وہ بھی ان کے حملوں کا نشانہ بنتے رہتے ہیں اور اکثر ان میں سے وہاں جاتے ہوئے اپنے آپ کو محفوظ نہیں سمجھتے۔ اس لئے مجھے بتایا گیا کہ آپ نے اگر ٹھہرنا ہو تو کسی پاکستانی کے گھر ٹھہریں جو باہر کا رہنے والا ہو، باہر کے علاقے میں رہتا ہو۔ مسجد میں جانا ہو تو دن کے وقت پوری حفاظت کے ساتھ ایک دو کاریں اور ساتھ لے کر چلیں اور شیشے ہر وقت چڑھائے رکھیں۔ ایسا خوفناک نقشہ کھینچا گیا کہ میں نے پسند نہیں کیا کہ میں اپنی بیوی اور بچیوں کو بتاؤں ورنہ میرے لئے مشکل پڑ جاتی کیونکہ کرنا تو میں نے وہی تھا جو میں نے بہر حال کرنا تھا جس کے متعلق میں فیصلہ دل میں کر چکا تھا۔ اس لئے میں نے وہاں پیغام بھجوایا کہ ہمارے صدر صاحب جو سیاہ فام امریکنوں میں سے تھے میں ان کے گھر ٹھہرنا چاہتا ہوں اس لئے وہ انتظام کر دیں۔ بڑے محبت اور اخلاص سے انہوں نے اپنے گھر ہمارا انتظام کیا۔ عین وہ علاقہ تھا جس کے متعلق سب سے زیادہ خوف کا اظہار کیا جاتا تھا۔

شکاگو پہنچنے کا حال یہ تھا کہ خیال تو یہ تھا کہ ہم شام کے وقت کسی وقت پہنچیں گے لیکن بعض غلطیاں ایسی ہو گئیں تخمینے میں جس کے نتیجے میں رات کے ایک بجے ہم شکاگو پہنچے۔ شکاگو رات ایک بجے پہنچنے کے متعلق تو سارے امریکہ میں اس وقت یہی مشہور تھا کہ اگر کسی جگہ کھڑا کر کے آپ شیشہ اتار کر بات کریں اور پوچھیں کہ یہ کون سی جگہ ہے اور ان کو پتا لگ جائے کہ آپ غیر ملکی یا ناواقف ہیں تو لازماً وہاں یا قتل ہو جائیں گے یا زخمی ہوں گے اور آپ کا مال لوٹ لیا جائے گا۔ اس لئے کسی سے کچھ پوچھنا خودکشی کے مترادف ہے۔ علاقہ کہاں تھا مجھے اس کا کچھ علم نہیں تھا۔ بہت وسیع شہر ہے

تقریباً سو میل ایک طرف سے دوسرے طرف پہنچنے تک طے کرنے پڑتے ہیں کیونکہ جس گھر سے میں واپسی پہ چلا تھا وہاں سے آخری شہر کے کنارے تک پہنچتے ہوئے پورے چھیانوے میل ہو گئے تھے گویا ربوہ اور لاہور کے درمیان پورا شکا گو آباد ہے۔ اب وہاں بغیر کسی سے پوچھے یہ اندازہ لگانا کہ میں کس طرف مڑوں کون سی سڑک لوں یہاں تک کہ میں مرکز کے اتنا قریب پہنچ جاؤں کہ صرف ایک یا دو خطرے مول لے کر میں وہاں پہنچ سکوں یہ کسی انسان کے بس کی بات ہی نہیں ہے، ناممکن ہے آپ ہزار دفعہ کوشش کر کے دیکھ لیں آپ کبھی کسی ایسے ایڈریس پر اتنے بڑے شہر میں قریب نہیں پہنچ سکتے۔ چنانچہ میں سفر کرتا رہا اس سڑک پر وہ West 80 اس وقت تھی میں West کی طرف جا رہا تھا اور میرے بیوی بچے مجھ سے پوچھتے رہے کتنی دیر ہو گئی ہے آپ کو چلتے ہوئے آپ کہیں جاتے کیوں نہیں پوچھتے کیوں نہیں۔ میں نے کہا بس میں اسی وقت جاؤں گا جب مجھے خدا تعالیٰ دل میں ڈالے گا کہ اب مڑ جاؤ۔ چنانچہ ایک موقع پر پہنچ کے میں دائیں طرف مڑ گیا پھر اس سڑک پر چلتا رہا پھر خیال آیا کہ چلو اب ہم اس طرف مڑ جاتے ہیں پھر اس طرف مڑ گئے اور ایک دو موڑوں کے بعد ایک پٹرول اسٹیشن نظر آیا میں نے کہا یہاں پوچھتے ہیں۔ جب وہاں موٹر کھڑی کی تو جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے سارے ہی اس میں Black Americans تھے کوئی ایک بھی سفید فام نہیں تھا اور سب شرابوں میں مست اور چہرے اور حلیے سے اچھے خاصے خطرناک نظر آ رہے تھے ان میں بعض موٹے تازے جو خاص لڑاکا طرز کے لوگ ہوتے ہیں وہ بھی اور کار کھڑی ہوتے ہی انہوں نے کار کو گھیر لیا۔ چنانچہ میں اُترا میں نے ان کی طرف توجہ ہی نہیں کی۔ ایک نوجوان لڑکی جو خود بدمست سی تھی اس کے دل میں اللہ تعالیٰ نے ڈالا وہ آگے بڑھی اور مجھے کہا کہ تم کیا چاہتے ہو۔ میں نے کہا فلاں نمبر ہے ٹیلی فون کا میں نمبر ڈائل کرنا چاہتا ہوں لیکن میرے پاس ٹوٹے ہوئے پیسے نہیں ہیں۔ اس نے کہا پیسے میں دوں گی اور میں نمبر ڈائل کرتی ہوں اور تم نے صرف بات کرنی ہے۔ جب نمبر ڈائل کیا تو وہاں ہمارے ایک نورالدین نام کے ٹیکسی ڈرائیور ہوا کرتے تھے جو بعد میں شاید تعلیم بھی اچھی حاصل کی وہ ٹیلی فون پر بیٹھے ہوئے فوراً مل گئے۔ انہوں نے کہا ہم تو آپ کا بڑی دیر سے انتظار کر رہے ہیں بتائیں آپ کہاں ہیں؟ میں نے کہا مجھے پتا نہیں میں اس لڑکی کو فون دیتا ہوں اس سے پوچھو کہ ہم کہاں ہیں۔ اس لڑکی سے اس نے بات کی اس نے کہا دوبارہ فون پہ بات کرو اس نے کہا آپ پانچ منٹ کے

Walking Distance پہ ہیں یہاں سے۔ اس لئے بالکل کسی سے بات نہ کریں میں پہنچا ہی پہنچا اور ابھی میں موٹر کی طرف جا رہا تھا اتنے میں کچھ لوگ آئے میری طرف کہ تم کون ہو، کیوں آئے ہو یہاں؟ اتنے میں موٹر کی لائٹ نظر آئی ان کے آنے کی اور وہ پہنچ گئے اور چونکہ وہ خود بھی سیاہ فام تھے اس لئے ان کو کوئی زیادہ دقت نہیں ہوئی ہمیں وہاں سے نکالنے میں۔

یہ جو اتنے بڑے شہر میں اس طرح خدا تعالیٰ اپنی حفاظت سے بغیر پوچھے مشن کے اتنا قریب لے جائے اور خود ہی انتظام کر دے۔ کوئی بیوقوف احمق ہی ہوگا جو کہے کہ سب اتفاقات ہیں اگر اتفاقات ہیں تو آپ ٹرائی (Try) کر کے دیکھیں کسی اور شہر میں جو اس سے آدھا بھی ہو اور اس ایڈریس پر پہنچنے کی کوشش کریں جس کے متعلق آپ نے کچھ نہ پوچھا ہو اور پہلی دفعہ اس شہر میں داخل ہوئے ہوں ناممکن ہے کہ اتنا قریب آپ پہلی دفعہ میں پہنچ جائیں۔

تو میں آپ کو اس لئے بتا رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ایک زندہ حقیقت ہے کوئی دور کا قصہ نہیں ہے۔ جب وہ کہتا ہے کہ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ تو سچ کہتا ہے کہ جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں ضرور اس کا جواب دیتا ہوں فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِیْ (البقرہ:۱۸۷) لیکن دوسروں کو بھی تو چاہئے کہ میری باتوں کا جواب دیں۔ یک طرفہ تعلق تو قائم تو دو انسانوں کے درمیان میں بھی نہیں ہوا کرتا، دو برابر کے انسانوں میں بھی یک طرفہ تعلق تو نہیں قائم ہوا کرتا کہ آپ ایک شخص سے حسن سلوک کرتے چلے جا رہے ہیں، جب وہ بلائے آپ اس کی آواز پر لبیک کہیں فوراً اپنے سارے کام چھوڑ کر پہنچ جائیں اور جب آپ کو ضرورت پڑے تو وہ دوسری طرف منہ کر لے۔ یہ راز ہے دعا کی قبولیت کا جسے قرآن کریم نے ہم پر کھولا۔ آپ خدا کی آواز پر لبیک کہنے کے لئے ذہنی طور پر تیار ہوں، قلبی طور پر تیار ہوں۔ دل میں ایک فیصلے کی بات ہے ایک معمولی سے لمحے کے اندر جو وقت کے لحاظ سے ایک معمولی لمحہ ہوا کرتا ہے لیکن ایک انسان کی زندگی میں اس کا سب سے قیمتی لمحہ بن جاتا ہے اگر آپ یہ فیصلہ کر لیں کہ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِیْ کی شرط ضرور پوری کریں گے اور خدا تعالیٰ کی آواز کو دوسری ہر آواز پر فوقیت دینے کی کوشش کریں گے افضیلت دینے کی کوشش کریں گے۔

یہ فیصلہ ہے جس کے بعد آپ کی دعاؤں کے رنگ بدل جائیں گے۔ پس پھر اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ کے نظارے آپ بارہا دیکھیں گے۔ یہ ممکن ہے اور عین ممکن ہے کہ

آپ اپنے فیصلے پر قائم نہ رہ سکیں، آپ نیت رکھتے ہوئے بھی بارہا اپنے اس عہد پر پورے نہ اتر سکیں بارہا ایسا ہو کہ خدا ایک بات چاہتا ہے لیکن جسمانی بشری کمزوریاں اور بہت سے لواحق جو انسان کے ساتھ وابستہ ہوتے ہیں گناہوں کے گھیرے آپ کو اس عہد کو پورا کرنے سے مانع رکھیں پوری طرح جیسا کہ حق ہے ویسے آپ عہد پورا نہ کر سکیں یہ ممکن ہے لیکن اس کے باوجود خدا اپنا عہد پورا کرتا چلا جائیگا ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو کسی بندے سے اس کا تعلق قائم نہیں رہ سکتا کیونکہ وہ کامل ہے اور ہم ناکامل ہیں اور ہم کمزور ہیں لیکن دل کی نیت کی صفائی ضروری ہے۔

مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ (الاعراف:۳۰)

یہ جو شرط ہے جس کے ساتھ خدا تعالیٰ کے ساتھ سارا تعلق وابستہ ہے۔ اگر خدا کو پکاریں گے اخلاص کے ساتھ اور اس کی خاطر ایک فیصلہ اخلاص کے ساتھ کریں گے تو پھر آپ کا اور خدا کا تعلق ایک ایسا تعلق ہوگا جس کے متعلق کسی دوسرے بندے کو فکر کی ضرورت نہیں رہتی۔ پھر نظام جماعت کی آنکھ آپ پر ہو یا نہ ہو، خواہ کوئی خدام الاحمدیہ کا یا انصار اللہ کا عہدیدار آپ کی فکر کرے یا نہ کرے آپ کے اندر سے وہ ضمیر بیدار ہو چکا ہوگا جو ہر آن خدا کی رہنمائی میں آپ کی فکر کر رہا ہوگا۔ جس حال میں ہوں تاریکی میں ہوں یا روشنی میں ہوں، دن کا وقت ہو یا رات کا وقت ہو خدا تعالیٰ کی طرف سے حفاظت کرنے والے آپ پر مقرر ہو جائیں گے اور یہی وہ معاملہ ہے جو سب سے زیادہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ سے ہوا۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں عموماً اس بات کا ذکر فرماتا ہے لیکن فی الحقیقت اوّل طور پر یہاں حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ ہیں۔ جب خدا تعالیٰ نے فرمایا:۔

اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ؕ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ۝۹ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ۝۱۰ سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ۝۱۱ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ

(الرعد: آیت ۹-۱۲)

بات یہ فرمائی گئی ہے کہ اللہ تمہارے مخفی کو بھی جانتا ہے تمہارے ظاہر کو بھی جانتا ہے۔ اس

وقت بھی تمہیں دیکھ رہا ہوتا ہے جب دن کو تم چل رہے ہوتے ہو اس وقت بھی تمہیں دیکھ رہا ہوتا ہے جب رات کو سفر کر رہے ہوتے ہو، ہر وجود جو ظاہر ہو یا باطن ہو اس کے نزدیک برابر ہے لیکن خدا تعالیٰ نے ان سب حالتوں میں تم پر ایسے فرشتے مقرر فرما رکھے ہیں جو خدا کے حکم سے تمہاری حفاظت کرتے ہیں یہ عمومی آیت ہے مگر جہاں تک دنیاداروں کا تعلق ہے ان کی دنیا پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ اس کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ آپ یہ معاملہ پیش نظر رکھیں کہ زندگی کا ہر لمحہ جو ہم گزار رہے ہیں ہر لمحہ خطرات میں سے ہو کر گزار رہے ہیں کوئی ایک ارادہ بھی ہم نہیں کرتے جس میں ہماری زندگی کو خطرہ درپیش نہیں ہوتا۔ ایک فیصلہ کر کے انگلی کا ایک پورہ بھی ہم نہیں ہلاتے جب ہماری زندگی کو خطرہ درپیش نہیں ہوتا اور وہ سائنس دان جو Neurologists ہیں جنہوں نے خوب اچھی طرح انسان کے اعصابی نظام کا جائزہ لیا ہے ان میں سے ایک سائنسدان نے یہ بات دریافت کی کہ ہر دفعہ جب ہم ایک ارادہ کرتے ہیں تو ایک کیمیکل انسانی جسم پیدا کرتا ہے اور اس ارادے کو جب ہم ڈھالتے ہیں ایک فیصلے میں تو بے شمار خلیوں کے سلسلے کے ذریعے وہ حکم اس کنارے تک پہنچتا ہے جس کنارے پر حرکت نے وجود میں آنا ہے۔ مثلاً آپ کہتے ہیں میں نے انگلی کا پورہ ہلانا ہے۔ حقیقتاً آپ کو علم ہی نہیں کہ اس عرصے میں کیا کچھ ہو گیا ہے۔ لکھوکھہا یا اس سے بھی زیادہ خلیے ہیں نظام کے اندر جکڑے ہوئے ایک لمبے سلسلے میں پروئے ہوئے جن تک آپ کا یہ فیصلہ پہنچتے ہی ان کے اندر نہ صرف ایک حرکت پیدا ہوئی بلکہ ایک کیمیاوی مادہ پیدا ہونا شروع ہوا جس نے ان کو طاقت دی اس پیغام کو اگلے کو پہنچایا اس نے اس سے اگلے کو پہنچایا اور آناً فاناً بجلی کی سی صورت سے یہ پیغام انگلی کے پورہ تک پہنچ گیا۔ اگر فوری طور پر ایک دوسری کیمیا اس پہلی کیمیا کو ختم نہ کر دے اور Cancel Out نہ کر دے تو ایک جگہ بھی یہ واقعہ ہو تو انسان کی موت لاحق ہو سکتی ہے۔ یہ Discovery ایک Neurologist نے کی اس پر اس کو نوبل پرائز بھی ملا اور اس سے معلوم ہوا کہ جب خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر لمحہ تم کسی حالت میں بھی ہو خدا کے فرشتے تمہاری حفاظت کر رہے ہیں تو یہ ایک محض سرسری دعویٰ نہیں تھا محض سطحی بات نہیں ہے کہ ہاں کوئی فرشتے ہوں گے کہیں ٹھوکر لگے، کہیں ٹکر لگنے لگے تو ہماری حفاظت کرتے ہیں یہ مراد نہیں ہے۔ مراد یہ ہے کہ زندگی کے ہر لمحہ ہم محتاج ہیں خدا تعالیٰ کی غیر معمولی قدرت کی عملداری کے، Conscious بالا رادہ قدرت ہے جو ایک نظام کے تابع زندگی کی حفاظت کرتی چلی جا رہی ہے۔ جب خدا کی تقدیر

ایک لمحے کے لئے بھی وہاں سے ہاتھ اٹھاتی ہے تو اس وقت ہم نقصان اٹھا جاتے ہیں۔

اس لئے جب ہم اس آیت پر غور کرتے ہیں تو عمومی طور پر میں نے اس لئے کہا کہ دنیا کے ہر انسان پر اس کا اطلاق ہو رہا ہے۔ روحانی دنیا میں سب سے زیادہ اطلاق اس کا حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی ذات پر ہوا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میں بندوں پر وحی نازل کرتا ہوں اور خاص پیغام دیتا ہوں تو اس وقت بھی بہت سے خطرات لاحق ہوتے ہیں۔ امنیّہ دل سے اٹھتی ہے اور دخل دے سکتی ہے اور بہت سے ایسے نظام ہیں شیطانی جو حملہ آور ہو جاتے ہیں اس وقت ۔لیکن خدا اپنے خاص بندوں کی غیر معمولی حفاظت فرماتا ہے۔ اس لئے وحی کا نظام جو بالعموم آپ سادہ سا سمجھتے ہیں سطحی نظر سے دیکھتے ہوئے یہ سمجھتے ہیں کہ الہام ہو گیا بات ختم ہو گئی۔ ایسی بات نہیں ہے اس کے اندر خطرات کیسے کیسے لاحق ہیں؟ کتنے خطرات درپیش ہیں جو نفسیات کے ماہر ڈاکٹر ہیں وہ اس بات کو خوب جانتے ہیں کہ ہزار قسم کی ذہنی بیماریاں ہزار قسم کے تصورات پیدا کر دیتی ہیں اور ہزار قسم کی بیماریاں ایسی بھی ہیں جن کے تصورات باہر سے آواز کی صورت میں آتے دکھائی دیتے ہیں اور اپنی ہر خواہش کے وقت انسان کلیۃً اندرونی محرکات سے آزاد نہیں ہوتا۔ ہر فیصلے کے وقت بے شمار اندرونی محرکات ہیں جو دخل دے رہے ہوتے ہیں۔ ان حالات میں جب کسی خاص مقرر کردہ وجود پر خدا تعالیٰ کی وحی نازل ہو رہی ہوتی ہے تو اس کو بے شمار خطرات درپیش ہوتے ہیں اور یہ تو اندرونی خطرات ہیں وحی کے ساتھ ہی پھر بیرونی خطرات بے شمار پیدا ہو جاتے ہیں۔ ہر طرف سے دشمنی ہے، ہر طرف سے اس کے پیغام کو بدلنے کی کوشش ہے، ہر طرف سے اس کے ماننے والوں کو مایوس کرنے کی کوشش ہے، ہر طرف سے یہ کوشش ہے کہ یا تو وہ اپنے مقصد سے ہٹ جائیں یا صفحۂ ہستی سے مٹا دیئے جائیں۔ بے انتہا شیطانی طاقتیں بیرونی طور پر بھی حملہ آور ہو جاتی ہیں۔ ایسی صورت میں کسی نبی کا اپنے پیغام کے ساتھ زندہ رہ جانا اور خود باقی رہنا اور پیغام کو باقی رکھنا ان سب کی حفاظت کرنا جو اس کے پیغام پر لبیک کہتے ہوئے اس کے ساتھ شامل ہو گئے ہیں کسی انسان کے بس کی بات نہیں۔ یَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ایسے فرشتے مقرر ہو جاتے ہیں جو محمد مصطفی ﷺ کی حفاظت کے لئے خاص طور پر مامور ہوتے ہیں اور مامور ہو کر پھر ان کی حفاظت پھیل جاتی ہے باقی مسلمانوں پر۔

یہ واقعہ جو ہوا ہے مکہ میں اس کی طرف بالخصوص یہ آیت اشارہ کر رہی ہے اور یہی واقعہ

قادیان میں آنحضرت ﷺ کی غلامی اور کامل اطاعت کے نتیجے میں دہرایا گیا۔ وہی پیغام تھا جسے دوبارہ دنیا میں بھیجنے کا فیصلہ کیا گیا، وہی پیغام تھا جس کی دوبارہ اس طرح حفاظت کا فیصلہ کیا گیا کہ جو کچھ زائد اس میں شامل ہو گیا تھا جو کچھ تیرہ صدیوں کی امنیّہ نے تیرہ صدیوں کی نفسانی خواہشات نے اس میں داخل کر دیا تھا اسے پھر اس سے پاک کر دیا جائے اور الگ کر کے نتھار کر حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کے پیغام کو خالص اور شفاف صورت میں بہترین پیالوں میں سجا کر دنیا کے سامنے پیش کیا جائے۔ یہ وہ واقعہ ہے جو ہوا ہے اور اس واقعہ کے نتیجے میں خدا کے فرشتے جو جماعت کے ساتھ مسلّط ہیں وہ کوئی چھپے ہوئے فرشتے نہیں ہیں۔

جس چھوٹے سے واقعہ کا میں نے ذکر کیا ہے یہ اسی کا ایک معمولی سا ادنیٰ سا ایک نظارہ تھا جو میں نے دیکھا اور ایسے نظارے میں نے بھی بارہا دیکھے اور آپ میں سے بھی بہت سے ہوں گے جنہوں نے بارہا دیکھے ہوں گے۔ جب جماعتی طور پر یہ ابتلا بڑھتے ہیں تو اسی قدر کثرت سے خدا تعالیٰ کے فرشتے نازل ہوتے ہیں اور اس رنگ میں حفاظت فرما رہے ہوتے ہیں کہ ہماری نظر ان کی پہنائیوں تک ان کی گہرائیوں تک پہنچ ہی نہیں سکتی لیکن یہ قطعی نظام ہے کوئی شک کی بات نہیں کوئی کہانی نہیں کوئی افسانہ نہیں ایک ایسا واقعہ ہے جو ہر روز گزر رہا ہے اور کثرت کے ساتھ گزرتا چلا جا رہا ہے۔ لیکن بدقسمتی سے ہم میں سے بہت سے ہیں جو غفلت کی حالت میں وقت گزار رہے ہیں خدا کے پیار کو جو ان پر نازل ہو رہا ہے وہ بھی نہیں دیکھ سکتے۔ جانتے ہی نہیں کہ ان کا مقام کیا ہے، پہچانتے ہی نہیں کہ ان کا مرتبہ کیا ہے۔ خدا کی نظر میں وہ چنیں گئے ہیں آج اور ایک خاص مقام پر فائز کئے گئے ہیں دنیا کی زندگی ان کے ساتھ وابستہ کر دی گئی ہے۔ اس لئے اس کو ان نکتہ نگاہ سے اپنے حالات کا جائزہ لے کر اپنی زندگی کی حفاظت کرنی چاہئے یعنی اپنی روحانی زندگی کی اور خوب جان لینا چاہئے کہ ان کے اوپر بھی ہر طرف سے حملے ہوں گے اور خدا کی خاص حفاظت کے بغیر وہ بچ نہیں سکتے۔ خاص حفاظت ایسی جو ہر لمحہ ان پر نازل ہو رہی ہو ہر لمحہ ان کو گھیرے ہوئے ہو ان کے آگے بھی چلے اور ان کے پیچھے بھی اس حفاظت کے ساتھ الٰہی جماعتیں آگے بڑھتی ہیں اور یہ عمومی حفاظت جماعت کے نکتہ نگاہ سے بھی نازل ہوتی ہے اور انفرادی طور پر بھی فرداً فرداً ہر شخص جو کامل اخلاص کے ساتھ خدا کو پکارتا ہے اس پر بھی نازل ہوتی ہے۔ ان پر بھی نازل ہوتی ہے جو نہیں پکار

رہے ہوتے خالص طور پر اور وہ نہیں پہچانتے۔اس لئے نہیں کہ ان کی ذات خدا کو غیر معمولی طور پر اچھی لگ رہی ہے اس لئے کہ وہ ایسے نظام کا حصہ بن چکے ہیں جو نظام خدا کو پیارا ہے۔ جو رحمتیں اس نظام پر نازل ہوتی ہیں وہ ضرور اس میں سے حصہ پاتے ہیں لیکن یہ ایک پہلی منزل ہے۔

میں جس منزل کی طرف آپ کو بلانا چاہتا ہوں آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اس گردو پیش کا معائنہ کر کے اپنے دل میں شعور بیدار کریں کہ خدا آپ سے پیار کرنا چاہتا ہے اور اس کے دروازے آپ پر کھول دیئے گئے ہیں۔آپ کی آواز کا منتظر ہے آپ کا خدا۔ فَلْيَسْتَجِيْبُوا لِي کی آواز کا آپ جواب دیں۔آپ تیار کریں اپنے نفسوں کو کہ خدا جن راہوں کی طرف آپ کو بلاتا ہے آپ لبیک کہیں گے، جانے کی کوشش کریں گے۔ پھر خامیاں رہ جائیں گی، پھر ٹھوکریں کھائیں گے تو پھر اس خدا ہی کا ہاتھ ہے جو آپ کو سنبھالے گا۔خدا ہی کے فرشتے ہیں جو آپ کی حفاظت فرمائیں گے لیکن اپنی کمزوریوں کو دیکھ کر جو لوگ آگے بڑھنے سے ڈر جاتے ہیں پھر وہ کبھی بھی کوئی سفر طے نہیں کیا کرتے۔

بہت سے لوگ ہیں جنہوں نے اپنی عمریں ضائع کر دیں اور بہت سے قیمتی لمحات کھو دیئے صرف اس انکساری کے خیال سے کہ ہم اس قابل کہاں ہیں بہت سے دوست ہیں جو کہتے ہیں ہم احمدی ہونا تو چاہتے ہیں لیکن جی ہم اس لائق نہیں ہیں اس لئے ہم فیصلہ نہیں کر سکتے۔

اسی قسم کی ایک مثال میں آپ کو دیتا ہوں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنی اولاد میں سے۔حضرت مرزا سلطان احمد صاحب آپ کی اولاد میں سے آپ کو بہت پیارے تھے، پہلی بیگم کی اولاد میں سے تھے اور وہ مسلسل آپ کی صداقت پر ایمان رکھتے تھے ایک لمحہ بھی ان کے دل میں شک کا نہیں گزرا کیونکہ بہت قریب سے اپنے باپ کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ جانتے تھے کہ یہ سچا ہے اس کے باوجود بیعت نہیں کی۔ساری زندگی گزاری تائید کرتے رہے، وقت کے اوپر دعاؤں کے لئے درخواست کرتے رہے ہمیشہ جہاں جس مجلس میں بیٹھے وہاں احمدیت کی صداقت کا اعلان کیا لیکن خود محروم رہے۔جب پوچھا گیا کہ کیوں ایسا ہوا ہے تو بتایا کہ اس لئے کہ میں تو اپنے اعمال کی وجہ سے ڈرتا تھا کہ میں اس لائق نہیں ہوں کہ اپنے اس عظیم باپ کے ہاتھ پر بیعت کرسکوں صرف یہی خیال ہے جو ہمیشہ میرے مانع رہا۔پھر ایک وقت آیا کہ اپنا چھوٹا بھائی منصب خلافت پر بیٹھا اور خدا کی تقدیر نے ان کو اس بھائی کی بیعت کرنے پر مجبور کر دیا جو ہاتھ اپنے باپ کی بیعت نہیں کر سکا تھا لیکن کتنا

عظیم الشان مقام اور کتنا مرتبہ تھا جو پیچھے چھوڑ آئے تھے جسے دوبارہ کبھی حاصل نہیں کر سکتے تھے۔

کون ہے جو کمزوریوں کے بغیر ہے؟ نیکیوں کی انتظار میں یہ شرط لگا دینا کہ پہلے کمزوریاں دور ہو جائیں یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کچھ بھی انسان کی استطاعت میں نہیں۔ خدا تعالیٰ یہ نہیں شرط لگاتا کہ پہلے نیک ہو پھر میرے پاس آؤ خدا تعالیٰ تو یہ چاہتا ہے کہ اپنا سب کچھ پیش کر دو اور یہی اسلام کی روح ہے جب آپ کہتے ہیں:۔ اَسۡلَمۡتُ لِرَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ (البقرہ:۱۳۲) تو یہ نہیں کہا کرتے کہ میں مکمل طور پر نیک ہو چکا ہوں اس لئے اب میں اس قابل ہو گیا ہوں کہ اپنے آپ کو تیرے سپرد کر دوں۔ اَسۡلَمۡتُ کا تو مطلب ہے کہ جو کچھ میرا ہے میں تجھے دے رہا ہوں اس میں اچھا بھی ہے بُرا بھی ہے۔ بُرا زیادہ ہوگا۔ میں بہت ناقص اور کمزور ہوں بہت گندہ بھی ہوں لیکن میں چاہتا ہوں کہ تیرے سپرد اپنے آپ کو کر دوں کہ تجھ سے جیسا محفوظ اور کوئی مقام میں نہیں دیکھتا۔ تیرے سپرد کر دوں گا تو تو میری حفاظت فرمائے گا میرے گند دور کرے گا مجھے اچھائیوں کی طرف لے کے آگے بڑھتا چلا جائے گا۔ یہ ہے اسلام کی روح اس روح کے ساتھ اپنے آپ کو خدا کے سپرد کرنے کا فیصلہ کریں اور پھر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کس شان کے ساتھ آپ کی دعاؤں کو قبول کرتا ہے آپ سے پیار کا اظہار کرتا ہے آپ کا ہو جاتا ہے اور دن بدن آپ کی کمزوریاں دور ہوتی چلی جاتی ہیں۔

چنانچہ اسلام نے یہ شرط نہیں لگائی کہ ایمان سے پہلے کمزوریاں دور کر لو یہ دعا سکھائی، یہ عرض کرو کہ:۔ رَبَّنَاۤ اِنَّنَا سَمِعۡنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیۡ لِلۡاِیۡمَانِ اَنۡ اٰمِنُوۡا بِرَبِّکُمۡ فَاٰمَنَّا اے خدا! ہم نے ایک آواز سنی تھی پکارنے والے کی وہ آواز یہ کہتی تھی کہ یہ آواز رب کی طرف سے ہے، ہمارے رب کی طرف سے۔ ہم نے اس آواز کو سنا اور اس آواز پر ایمان لے آئے یہ نہیں دیکھا کہ ہم اچھے ہیں کہ برے، یہ انتظار نہیں کیا کہ ہماری کمزوریاں دور ہوں تو پھر اس آواز کی طرف لبیک کہیں:۔ رَبَّنَا فَاغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَکَفِّرۡ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا اس لئے اس ایمان کی حالت میں ہمارے اندر کمزوریاں باقی ہیں ہم گناہ لے کر آئے ہیں اب تجھ سے یہ التجا کرتے ہیں کہ اس ایمان کے نتیجے میں اتنا کرم فرما کہ ہمارے پہلے گناہوں کی بخشش فرما دے اور آئندہ ہماری برائیاں دور فرما۔ اس سے زیادہ کھلا کھلا اور کیا پیغام ہو سکتا ہے کمزوروں کے لئے کہ تمہاری کمزوریاں دور کرنا میرے پاس آنے کے لئے شرط نہیں ہے۔ میرے پاس آنے کے لئے شرط صرف اخلاص ہے، فیصلہ ہے کہ ہاں ہم اپنے

رب پر لازماً ایمان لائیں گے۔ اس کے بعد تم مجھ پر چھوڑ دو بخشش بھی میں نے کرنی ہے، تمہاری کمزوریاں بھی میں نے دور کرنی ہے اور پھر آگے فرمایا کہ یہ پھر دعا کرنا۔ وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ (آل عمران:۱۹۴) اے ہمارے رب! ہمیں نیکوں کے ساتھ وفات دینا۔

اتنا عظیم الشان نظام ہے اسلام کا نظام جو آپ کو اپنی طرف بلا رہا ہے اور کتنا آسان ہے بظاہر کتنا مشکل دکھائی دیتا تھا۔ ایمان لانا کامل خلوص کے ساتھ اس کے نتیجے میں اگر چہ کوئی احسان نہیں ہے خدا پر اپنی ذات پر احسان ہے لیکن انسان کو بھی خدا نے کیسی نازوں والی دعا سکھا دی یعنی ایمان لاتے ہی مجھ سے مانگنا کچھ کہ اے اللہ! ہم نے تو کمال کر دیا ہم ایمان لے آئے ہیں اب کچھ دے ہمیں۔ ایمان لائے اپنی خاطر ایمان لائے حقیقت کے اوپر، سورج پر بھی تو ایمان لاتے ہو، ہر چیز جو دیکھتے ہو اس پر ایمان لاتے ہو۔ سب سے زیادہ تو خدا کی ذات ہے ایمان لانے کے لائق لیکن خدا کے پیار کے انداز ہیں۔ تازہ تازہ جو آیا ہو اس کے ساتھ زیادہ لاڈ ہوا کرتے ہیں، زیادہ دلداریاں ہوتی ہیں۔ یہی اس نے ہمیں سکھایا ہے کہ جب تمہارے اندر نئے لوگ داخل ہوا کریں تو وہ مؤلفۃ القلوب ہوتے ہیں تم ان کی تالیف قلب کرو، ان کے ساتھ عام احمدیوں والا عام مسلمانوں والا سلوک نہ کرو، زیادہ پیار اور محبت کے ساتھ ان کو سینے سے لگاؤ۔ کیسے ہو سکتا تھا کہ ہمیں یہ تعلیم دی اور خود اس پہ عمل نہ کرے؟ چنانچہ اس آیت میں وہ مضمون بیان ہوا ہے فرمایا کہ ایمان لاتے ہی مانگنا، ناز کرنا لاڈ کرنا میرے ساتھ مجھے کہنا کہ اے خدا ہم ایمان لائے اب ہمیں دے کچھ اور پہلی قیمت یہ مانگنا کہ ہمارے گناہ معاف فرما دے۔ پہلے گناہوں سے بخشش کہ بغیر انسان ہلکا نہیں ہو سکتا اور ساتھ ہی پھر یاد رکھنا کہ ابھی تم اس لائق نہیں ہو کہ مزید گناہوں سے بچ سکو۔ پہلے گناہوں سے معافی کے بعد پھر تم پر گناہوں کے ڈھیر چڑھتے چلے جائیں گے اس لئے دوسری دعا تم نے یہ کرنی ہے وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا ہماری کمزوریاں بھی تو دور فرما یہ نہ ہو کہ ایک طرف سے گناہ دھل رہے ہوں اور دوسری طرف سے اور دل کو میلا کرتے چلے جائیں۔ پھر فرمایا کہ اسی پر اکتفا نہ کرنا کیونکہ موت اور حیات انسان کے قبضہ میں نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ایک انسان اپنی کمزوریاں دور کر رہا ہو لیکن ابھی اکثر کمزوریاں باقی ہوں اور اس کو موت آ جائے۔ فرمایا کہ یہ بھی خدا پر ہی چھوڑ دو پھر۔ یہ عرض کرنا کہ ہم نہیں جانتے کہ کب تک ہماری کمزوریاں دور ہوں گی لیکن ایک منّت کرتے ہیں کہ نہ بلانا

ہمیں اپنی طرف جب تک تیری نظر میں ہم نیکوں میں شمار نہ ہونے لگ جائیں۔ایسے وقت میں وفات دینا کہ جب تیرے پیار کی نگاہیں پڑ رہی ہوں اور تو کہے کہ ہاں یہ میرے نیک لوگوں میں شامل ہو چکا ہے۔

اس سے زیادہ آسان دین بھی کبھی کوئی دیکھا ہے؟ اس سے زیادہ عقل اور دل کو مطمئن کرنے والا دین بھی کبھی تصور میں آسکتا ہے؟ پھر کیا انتظار ہے وہ جو پہلے ہی ایمان لا چکے ہیں ان کو ان راہوں کی طرف آگے بڑھنا چاہئے اور جب تک ان راہوں کی طرف آپ آگے نہیں بڑھیں گے ہم دنیا میں کوئی ترقی حاصل نہیں کر سکتے۔

اتنا عظیم الشان کام ہے ساری دنیا کی تقدیر بدلنا، تقدیر تو خدا بدلا کرتا ہے لیکن آپ کی تقدیر کو اس میں حصہ لینا ہوگا یہ اتنا عظیم الشان کام ہے اور اتنا بوجھل کام ہے جو خدا کی مدد کے سہارے آپ نہیں کر سکتے آپ میں سے ہر ایک کو آگے قدم بڑھانا ہوگا ہر ایک کو اپنا حصہ ڈالنا ہوگا۔اس لئے آپ کوشش کریں اور اپنے گردوپیش کو ذرا غور سے دیکھیں تو سہی کہ کن لوگوں میں آپ آبسے ہیں؟ کس دنیا میں آپ سانس لے رہے ہیں جہاں فضا کا ذرہ ذرہ زہریلا ہے۔بہت سے ہیں جو احساسِ کمتری کا شکار ہو جاتے ہیں Inferiority Complex۔وہ سمجھتے ہیں ہم کس دنیا سے آئے تھے یہاں کیا کچھ ہم نے دیکھا ہے کتنا عظیم الشان ملک ہے ہم نے تو عمریں ضائع کر دیں اصل تو یہی ہے۔کچھ ہیں جو کچھ دیر مقابلے کی کوشش کرتے ہیں لیکن اپنے بچوں کی طرف نگاہ نہیں کرتے ان کے بچے ہاتھ سے نکل جاتے ہیں۔غرضیکہ بہت سے خطرات ہیں جو یہاں درپیش ہیں۔ان خطرات میں بھی خدا کی خاص حفاظت ہے جو آپ کو بچائے گی۔

اس لئے جو رستہ میں نے بتایا ہے قرآن کی تعلیم کی روشنی میں اس رستے ہی میں امن ہے اسی رستے میں ہی حفاظت ہے۔اپنے آپ کو سپرد کریں، اپنے بچوں کو خدا کے سپرد کریں اور پھر یہ فیصلہ کریں کہ ہم خدا کی باتوں کا جواب دینے کی پوری دیانت داری سے کوشش کریں گے۔اپنے بچوں کو بھی یہی تعلیم دیں گے اور بچپن سے ہی سے یہ سکھائیں گے۔پھر دعائیں کرتے ہوئے آپ اگر اور قدم آگے بڑھائیں گے ایک نئی ہوش آپ کو عطا ہوگی، ایک نیا شعور آپ کے دل کے اندر سے پیدا ہوگا آپ دنیا کو ایک اور نظر سے دیکھنے لگ جائیں گے۔اس وقت آپ کے اندر ایک نیا خوف بھی جنم لے گا اور وہ خوف آپ کو بتائے گا کہ آپ نے اپنی اکثر عمر ضائع کر دی ہے۔بہت سے نیک کام

آپ کی ذات سے وابستہ تھے جو نہیں کر سکے ، بہت سی تبدیلیاں اس ملک میں آپ نے کرنی تھی جو آپ نہیں کر سکے۔ کتنے ہیں مؤلفۃ القلوب جن سے آپ نے تعلق بڑھایا۔ کتنے وہ ہیں جو یہاں سے آ کر احمدیت میں شامل ہوئے اور انہوں نے اعلان کیا کہ قادیان میں پیدا ہونے والا ایک شخص جس نے دعویٰ کیا تھا میں خدا کا مسیح ہوں ہاں وہ سچا مسیح ہے۔ ان کے اس دعویٰ کے نتیجے میں آپ کو کیسی محبت ان سے پیدا ہوئی ؟ ان سے کتنا پیار کا آپ نے سلوک کیا؟ ایک یہ بھی جائزہ ہے جب آپ کو نیا شعور بیدار ہوگا تو آپ لینے پر مجبور ہو جائیں گے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ آپ نے اپنی سوسائٹی جو نسبتاً زیادہ امیرانہ تھی اسی میں اپنے آپ کو مگن رکھا اور سمجھا کہ یہی امریکہ تھا جو آپ کو پیش کر سکتا تھا اور آپ نے دونوں ہاتھوں سے قبول کر لیا اور احمدیت کے لحاظ سے اتنا ہی کافی ہے کہ میں چندے دے دیتا ہوں۔ احمدیت تو اسلام ہے اور اسلام ایک بہت وسیع دائرے سے تعلق رکھنے والا مضمون ہے۔ آپ کو گھیرے ہوئے ہے آپ اسلام کو نہیں گھیر سکتے کبھی۔

اس لئے جب آپ کا شعور بیدار ہوگا تو تقاضے بیدار ہوں گے اور وہ شعور اسی طرح پیدا ہوتا ہے جس طرح میں نے بیان کیا ہے۔ دماغی ایکسرسائز (Exercise) سے نہیں پیدا ہوتا۔ وہ دل کے ایک فیصلے سے پیدا ہوتا ہے کہ میں اللہ کا ہونا چاہتا ہوں اس کا ہو جاتا ہوں۔ پھر رفتہ رفتہ آپ کا ضمیر جاگنے لگتا ہے آپ کا شعور بیدار ہوتا ہے اور وسعت اختیار کرتا چلا جاتا ہے۔ آپ کو اپنی زندگی میں خلا دکھائی دینے لگتا ہے بعض خلا بھیانک صحراؤں کی طرح بھیانک دکھائی دیتے ہیں پھر آپ سمجھتے ہیں کہ مجھے محنت کرنی پڑے گی مجھے ان کو بھرنا پڑے گا ان کے اندر آب پاشی کرنی پڑے گی ، ان کو ہریالی عطا کرنی ہوگی۔ ایک نیا زندگی کا سفر شروع ہو جاتا ہے۔ پھر آپ یہ دیکھیں گے کہ میں نے امریکہ میں آ کر کتنے دوستوں کو اسلام عطا کیا، کتنوں کو اسلام کی طرف توجہ دلائی اور میں نے ایک کارآمد زندگی بسر کی اس پہلو سے اسلام کے خادم کے طور پر۔ ہر طرف آپ میں سے اکثر کو کامل خلا دکھائی دیں گے۔

جتنا شعور بیدار ہوگا اتنا آپ کو تکلیف پہنچے گی ، اتنا ضمیر کچو کے دے گا ، بے چینی پیدا ہوگی ، فکر لاحق ہو جائے گا۔ ان سب بے چینیوں ، ان سب فکروں کا علاج پھر وہی ہے کہ اپنے رب کو پکاریں اور اس سے مدد چاہیں۔ میں ہر لمحہ آپ کے ساتھ نہیں رہ سکتا وہ مبلّغ جو یہاں مامور ہیں وہ ہر لمحہ آپ کے ساتھ نہیں رہ سکتے ، وہ عہدیدار جو خاص کاموں پر مامور ہیں وہ ہر لمحہ آپ کے ساتھ نہیں رہ سکتے لیکن ایک

ازلی اور ابدی خدا ہے جو ہمیشہ آپ کے ساتھ ہے۔ اس نے وعدہ کیا ہے کہ میں ہمیشہ آپ کی بات کا جواب دوں گا۔ جب آپ پہلا فیصلہ کر چکے ہیں تو پھر وہ سودے جو خود خدا نے آپ کو سکھائے ہیں وہ سودے اس سے کرتے چلے جائیں۔ ہر موقع پر سارا بوجھ اس پر ڈال دیں کہ اے خدا! اب یہ مشکل پیش آ گئی اب میرا فیصلہ فرما اب میں کیا کروں؟ باہر سے آ کر لوگ آپ کا بوجھ نہیں اٹھائیں گے اس کے باوجود۔ ہم توقع کریں گے کہ آپ کے اندر بہت سی مخفی طاقتیں تھیں جن کو آپ نے کبھی استعمال نہیں کیا اور وہ بوجھ جو خدا اٹھانے کی توفیق دیتا ہے ان بوجھوں کے ساتھ لذت عطا کیا کرتا ہے، ان بوجھوں کے ساتھ تھکاوٹ اور درماندگی عطا نہیں کیا کرتا۔ ایک فرحت عطا کرتا ہے جس کی کوئی مثال دنیا میں اور نہیں۔

اس لئے یہی وہ ایک راہ ہے جس راہ سے آپ اپنی حالت بدل سکتے ہیں اور جب تک آپ اپنی حالت نہ بدلیں اس ملک کی حالت نہیں بدل سکتے۔ اور ایک لازمی قانون دوسرا بھی ہے اگر آپ نے اپنی حالت نہ بدلی اس حد تک کہ اس ملک کی حالت بدل سکیں تو یہ ملک آپ کی حالت بدل دے گا۔ آپ اس حال پر نہیں رہ سکیں گے، اس نعمت پر قائم نہیں رہ سکیں گے جس نعمت کے ساتھ آپ یہاں پہنچے تھے یا جس نعمت کے ساتھ آپ نے کہیں بھی سفر کا آغاز کیا تھا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ اس مضمون کو جو میں نے بیان کیا اس کے بیان کرنے کے معاً بعد فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوۡمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوۡا مَا بِاَنۡفُسِہِمۡ بڑی بڑی نعمتیں میں عطا کرتا ہوں، میں ان کو تبدیل نہیں کیا کرتا جب بندے یہ فیصلہ کر لیتے ہیں کہ ہم ان نعمتوں پر راضی نہیں ہم دوسری نعمتوں پر راضی ہیں ہمیں تیرا روحانی عطا کردہ رزق کافی نہیں ہم دنیا کے گند پر منہ مارنے پر تُل چکے ہیں ہمیں مزہ ہی نہیں آتا تیری باتوں کا دنیا کی باتوں میں مزہ آتا ہے۔ جب وہ یہ فیصلہ کر لیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پھر میں بھی فیصلہ کرتا ہوں اور یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ یہ لوگ میری نعمت کے لائق نہیں رہے۔ فرمایا جب میں یہ فیصلہ کرتا ہوں:۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوۡمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوۡا مَا بِاَنۡفُسِہِمۡ ؕ وَ اِذَاۤ اَرَادَ اللّٰہُ بِقَوۡمٍ سُوۡٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَہٗ ۚ وَ مَا لَہُمۡ مِّنۡ دُوۡنِہٖ مِنۡ وَّالٍ ﴿۱۲﴾ (الرعد: ۱۲)

کہ پھر جب خدا یہ فیصلہ کرتا ہے تو اس قوم کو برائی پہنچنے سے دنیا کی کوئی طاقت بچا نہیں سکتی اور خدا کے سوا کوئی نہیں ہے جو اس کے بدنتائج سے کبھی ان کو محفوظ رکھ سکے۔

تو خدا کو دوشانوں کے ساتھ پیش کیا گیا ہے ایک وہ شان جو ہر لحظہ محافظ کی شان ہے، ہر لحظہ حفاظت کرنے والے کی شان ہے۔ سوئے ہوؤں کی بھی حفاظت کرنے والا اور جاگے ہوؤں کی بھی حفاظت کرنے والا، بیٹھ رہنے والوں کی بھی حفاظت کرنے والا، چلنے والوں کی بھی حفاظت کرنے والا۔ فرمایا تمہارے اپنے اختیار میں ہے تم چاہو تو اس ذات سے تعلق قائم کرلو لیکن یاد رکھو ایک دوسرا پہلو بھی ہے اگر یہ تم نے نہ کیا تو پھر خدا ایک اور شان اور ایک اور جلال کی شان سے ظاہر ہونا بھی جانتا ہے جب وہ فیصلہ کر لیتا ہے کہ میرے بعض بندے میری نعمتوں کی قدر نہیں کرتے اور ان کے اہل نہیں رہے تو پھر خدا جس برائی کا فیصلہ کرتا ہے پھر کوئی دنیا کی طاقت اسے بچا نہیں سکتی۔ ایک طرف خدا کے محافظ ہیں جو ہر طاقت کے مقابل پر ایک کامیاب حفاظت کرتے ہیں۔ ایک طرف دنیا کے محافظ ہیں جو سارے مل کر بھی زور لگائیں تو خدا کی تقدیر کے مقابل پر کسی بندے کو برائی سے بچا نہیں سکتے۔

کتنی کھلی کھلی دوراہیں ہیں کتنی صاف ہیں، ان کی منفعتیں اور ان کے نقصانات کتنی واضح زبان میں کھول دیئے گئے ہیں۔ اس لئے ظاہر ہے کہ ہر احمدی کا فیصلہ ایک ہی ہوگا اس راہ کو قبول کر چکا ہے اسی راہ پر قائم رہنا چاہے جو خدا کی حفاظت کی راہ ہے، جس کے نظارے وہ بارہا اپنی زندگیوں میں دیکھ چکا ہے جس کی لذتوں سے آشنا ہو چکا ہے۔ خدا کرے کہ ہم میں سے ہر ایک اس راہ پر ہی قدم بڑھاتا رہے اور جو غفلت کی حالت میں زندگی گزار رہے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں نیا شعور عطا فرمائے، جن کا ضمیر تو ہے لیکن بیدار نہیں اللہ تعالیٰ انہیں بیدار ضمیر عطا فرمائے۔ جو اپنے بچوں کے حال سے غافل ہیں نہیں جانتے کہ ان کا رُخ کس طرف ہے ان کو اپنے بچوں کا شعور عطا فرمائے اپنے بچوں کے لئے ایک نیا ضمیر بخشے اور وہ ترقی کی اس راہ میں آگے بڑھیں جہاں سفر کے دوران وہ کم نہ ہوتے رہیں بلکہ اور روحانی اولاد کو ساتھ ملا کر ان کا قافلہ بڑھتا چلا جائے۔ اس شان کے ساتھ وہ شاہراۂ ترقی اسلام کی راہ پر آگے بڑھتے رہیں، خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ آمین۔